

از عدالتِ عظمیٰ

سٹیٹ آف پنجاب

بنام

بالونت سنگھ ودیگران

تاریخ فیصلہ: 9 اکتوبر، 1991

[کے۔ جگناتھ شیٹی اور یوگیشور دیال، جسٹس صاحبان۔]

ہندو جانشینی ایکٹ، 1956:

دفعہ 15(1) اور (2)۔ ایک ہندو خاتون جو بلا وصیت وفات پاگئی اور اپنے شوہر سے حاصل شدہ جائیداد پیچھے چھوڑ گئی۔ کادراشتی انتقال۔ ذیلی دفعہ (2) (h) کا مقصد۔ ذیلی دفعہ (1) کے تحت دوسرے وارثوں کو ترک نہ کرنا اور انہیں وراثت سے مکمل طور پر خارج نہ کرنا۔

دفعہ 29۔ وارثوں کی عدم موجودگی کی صورت میں جائیداد بحق حکومت منتقل ہو گئی۔ صرف اس صورت میں جب وارثوں کی مکمل غیر موجودگی ہو۔ دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (1) یا (2) کے تحت وارثوں کی دستیابی۔ آیا یہ جائیداد کے بحق سرکار منتقل ہونے کو روکتا ہے۔

ایک شریعتی 'M' کو اپنے شوہر سے کچھ زرعی اراضی وراثت میں ملی۔ کچھ زمینیں رہن کے تحت تھیں اور مدعا علیہان 2 سے 6 کے قبضے میں تھیں۔ ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کے نافذ ہونے کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چونکہ اس کی جائیداد کے جانشین کا کوئی وارث نہیں تھا، اس لیے ریاست کے حق میں انتقال کی منظوری دی گئی۔ اس کے قانونی وارث ہونے کا دعویٰ کرنے والے اس کے بھائی کے پوتے نے جائیداد پر قبضہ کرنے اور اس اعلان کے لیے دعویٰ دائر کیا کہ وہ مدعا علیہان 2 سے 6 تک سے رہن شدہ جائیداد کو چھڑانے کا حقدار ہے۔ مقدمے کی پہلے دعویٰ علیہ نے مزاحمت کی، یعنی۔، ریاست نے اس بنیاد پر جائیداد اپنے نام منتقل کی کہ متوفی نے کوئی وارث نہیں چھوڑا، اور ریاست کے حق میں کی گئی انتقال اراضی درست قرار دی گئی۔ مدعا علیہان نمبر 2 تا 6 نے یہ موقف اختیار کیا کہ

رہن چھڑانے کا حق ختم ہو چکا ہے، اور چونکہ وہ گزشتہ ساٹھ برس سے قابض ہیں، اس لیے وہ اس جائیداد کے مالک بن چکے ہیں۔

ٹرائل کورٹ نے یہ کہتے ہوئے دعویٰ خارج کر دیا کہ مدعی متوفی کی جائیداد کا وارث ہونے کا حقدار نہیں ہے کیونکہ جائیداد اس کے شوہر سے وراثت میں ملی تھی۔ جہاں تک رہن کا تعلق ہے، اسے بعد میں فیصلہ کرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا جیسا کہ فریقین نے اتفاق کیا تھا۔

مدعی نے اپیل کو ترجیح دی اور ضلعی جج نے اسے مسترد کر دیا۔ اس کی طرف سے پیش کی گئی دوسری اپیل پر، عدالت عالیہ نے مدعا علیہان 2 سے 6 کے خلاف بھی قبضہ کے مقدمے میں ڈگری اجرا کر دی۔ ریاست کے ساتھ ساتھ مدعا علیہان 2 سے 6 نے خصوصی اجازت کے ذریعے موجودہ ایبلوں کو ترجیح دی ہے۔

اپیل کنندہ ریاست نے دعویٰ کیا کہ مدعی جواب دہندہ ہندو جانشینی قانون کے تحت اہل وارث نہیں تھا اور لہذا یہ وارثوں کی ناکامی کا معاملہ تھا جس کے نتیجے میں حکومت کو جائیداد کی منتقلی ہوئی۔ دوسرے اپیل گزاروں (مدعا علیہان 2 سے 6) نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ کو ان کے خلاف دعویٰ میں ڈگری اجرا نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ مدعی۔ مدعا علیہان کے رہن کو چھڑانے کے حق کا فیصلہ ٹرائل کورٹ نے نہیں کیا تھا اور معاہدے کے ذریعے سوال کو واضح طور پر کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔

ریاست کی طرف سے پیش کردہ اپیل کو مسترد کرتے ہوئے اور مدعا علیہان 2 سے 6 کی اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت،

قرار دیا گیا کہ: 1. جائیداد حکومت کو اس وقت چھوڑی جاتی ہے جب کسی بے گھر شخص نے اپنی جائیداد کی جانشینی کے لیے کوئی اہل وارث نہیں چھوڑا ہو۔ جائیداد حکومت کو منتقل کر دی جائے گی اور حکومت جائیداد کی تمام ذمہ داریوں اور واجبات کے تابع جائیداد کو لے گی۔ یہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب متوفی کامیاب ہونے کے لیے کوئی وارث نہیں چھوڑتا، ریاست جائیداد لینے کے لیے قدم اٹھاتی ہے۔ ریاست جائیداد کو متوفی کے حریف یا ترجیحی وارث کے طور پر نہیں بلکہ ملک کی پوری سرزمین کے سب سے بڑے رب کے طور پر لیتی ہے۔

2. ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کی دفعہ 29 ریاست کے حق میں کام نہیں کرے گی اگر بے گھر کا کوئی دوسرا وارث ہو۔ درحقیقت، دفعہ 29 خود اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ وارثوں کی ناکامی

ضرور ہونی چاہیے ورثاء کی 'اناکامی' سے مراد بلا وصیت فوت ہونے والے شخص کے وارثوں کی مکمل عدم موجودگی ہے۔ ایک خاتون ہندو جائیداد کی مکمل مالک ہونے کی وجہ سے نسل کا ایک نیاز خیرہ بن جاتی ہے۔ اگر وہ ذیلی دفعہ (1) کے تحت یا دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کوئی وارث چھوڑ جاتی ہے تو اس کی جائیداد کو چھین نہیں لیا جاسکتا۔

ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین، چوتھا ایڈیشن جلد 17 پیرا 1439؛ حوالہ دیا گیا۔

3.1. دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کا مقصد صرف ذیلی دفعہ (1) کے تحت مخصوص جانشینی کے حکم کو تبدیل کرنا ہے نہ کہ وارثوں کے دیگر طبقات کو ختم کرنا۔ دفعہ 15 (2) پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی کی سفارشات پر شامل کیا گیا۔ مشترکہ کمیٹی کی رپورٹ جسے پارلیمنٹ نے قبول کیا تھا اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس ذیلی دفعہ کا مقصد ہندو خاتون کے وارثوں کے درمیان جانشینی کے حکم پر نظر ثانی کرنا اور جائیدادوں کو ان افراد کے ہاتھ میں جانے سے روکنا تھا جن سے انصاف کا مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ منظور نہ ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جائیداد پہلے شوہر کے وارثوں کے پاس یا اس منبع پر جانی چاہیے جہاں سے وہ آئی تھی۔

3.2. دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2)(b) اس بات پر زور دیتی ہے کہ غیر منقولہ جائیداد ذیلی دفعہ (1) میں مذکور وارثوں کو اس کے تحت مخصوص حکم میں نہیں بلکہ شوہر کے وارثوں کو منتقل کی جائے گی۔ مقصد ذیلی دفعہ (1) کے تحت دوسرے وارثوں کو ختم کرنا اور انہیں وراثت سے مکمل طور پر خارج کرنا نہیں ہے۔ دفعہ 15 کی اس طرح کی تعمیر میں کوئی انصاف نہیں ہے۔ پارلیمنٹ اس نتیجے کا ارادہ نہیں کر سکتی تھی۔

بھیمابن نام گوپیکا بائی ودگیر، [1978] 3 ایس سی آر 561، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

ایسلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 851 اور 4125، سال 1991۔

آر ایس اے نمبر 754، سال 1974 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 15.12.1982 کے فیصلے اور حکم سے۔

یو آر للٹ، ایم آر شرما، اے ایس سوہل، جی کے بنسل، انیل نوریاء، کے: حاضر فریقین کے لیے ایل ہاتھی، مس انجنا شرما، این اے صدیقی اور مسز ہیمنتیکا وہی۔

عدالت کا فیصلہ کے جگنا تھ شیٹی، جسٹس نے سنایا۔

یہ مدعا علیہان کی اپیل اور خصوصی اجازت کی درخواست ہے جو مدعی بلونت سنگھ کے ذریعے قبضے کے لیے لائے گئے مقدمے سے پیدا ہوتی ہے۔ خصوصی رخصت کی درخواست میں، ہم تاخیر کو معاف کرتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں۔ دعویٰ پہلی بار عدالت نے ڈگری اجرا کر دی اور برخاستگی کی توثیق پیٹ عدالت نے کی تھی لیکن دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے اسے منظور کر لیا۔

اپیل میں اٹھایا گیا مسئلہ کافی اہمیت کا حامل ہے اور اس کا تعلق ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 ('ایکٹ') کی دفعہ 15 کی تعمیر سے ہے۔ جیمیل سنگھ کی بیوی شریمتی مہان کور کو اپنے شوہر سے 110 کنال 12 مرلہ کی کچھ زرعی آراضی وراثت میں ملی جو ضلع سنگرور کے گاؤں ہمہل، جکھے پال میں واقع ہے۔ کچھ زمینیں رہن کے تحت تھیں اور مدعا علیہان 2 سے 6 کے قبضے میں ہیں۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد مہان کور کا بے موت انتقال ہو گیا۔ یہ بتانے پر کہ اس کی جائیداد کا کوئی وارث ہونے کا حقدار نہیں ہے، ریونیو اسسٹنٹ کلکٹر نے ریاست کے حق میں انتقالی کی منظوری دی۔ مہان کور کا قانونی وارث ہونے کا دعویٰ کرنے والے بلونت سنگھ نے دعویٰ دائر کیا جس سے موجودہ اپیل سامنے آتی ہے۔ یہ دعویٰ متوفی کی جائیداد کے قبضے کے لیے تھا اور اس اعلامیے کی ڈگری کے لیے بھی تھا کہ وہ مدعا علیہان 2 سے 6 تک سے رہن والی جائیداد کو چھڑانے کا حقدار ہے۔ ریاست کی طرف سے اس دعویٰ کی اس بنیاد پر مخالفت کی گئی کہ بے گھر شخص نے کامیاب ہونے کے لیے کوئی وارث نہیں چھوڑا ہے اور ریاست کے حق میں ہونے والی انتقالی درست تھی۔ مدعا علیہان نمبر 2 تا 6 نے یہ موقف اختیار کیا کہ رہن چھڑانے کا حق ختم ہو چکا ہے، اور چونکہ وہ گزشتہ ساٹھ برس سے قابض ہیں، اس لیے وہ اس جائیداد کے مالک بن چکے ہیں۔

ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مدعی متوفی کی جائیداد کا وارث ہونے کا حقدار نہیں ہے کیونکہ جائیداد شوہر سے وراثت میں ملی تھی۔ رہن کے برقرار رہنے یا نہ رہنے سے متعلق معاملہ فریقین کے وکلاء کی باہمی رضامندی سے بعد میں فیصلہ کیے جانے کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ اس کے مطابق ٹرائل کورٹ نے دعویٰ میں ڈگری اجرا کر دی۔ مدعی: ڈگری کے خلاف اپیل ڈسٹرکٹ جج، سنگرور نے مسترد کر دی تھی۔ تاہم، مدعی کی طرف سے پیش کی گئی دوسری اپیل کو عدالت عالیہ نے قبول کر لیا۔ عدالت عالیہ نے 2 سے 6 مدعا علیہان کے خلاف بھی قبضہ کے مقدمے میں ڈگری اجرا کر دی۔ ڈگری کے اس حصے کو ایس ایل پی (دیوانی) نمبر 13923، سال 1985 میں مدعا علیہان 2 سے 6

نے چیلنج کیا ہے۔ ان کی شکایت یہ ہے کہ عدالت عالیہ کو ان کے خلاف دعویٰ میں ڈگری اجرا نہیں کرنی تھی کیونکہ مدعی کے رہن کو چھڑانے کے حق کا فیصلہ ٹرائل کورٹ نے نہیں کیا تھا اور معاہدے کے ذریعے سوال کو واضح طور پر کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ مدعا عالیہ ان کی 2 سے 6 تک جمع کروانا درست معلوم ہوتا ہے اور عدالت عالیہ کی طرف سے ان کے خلاف کی گئی ڈگری واضح طور پر ناقابل قبول ہے۔ درحقیقت اس معاملے کے اس پہلو پر کوئی تنازعہ نہیں ہے۔

یہ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ مہان کور کو اپنے شوہر سے جائیداد متدعو یہ وراثت میں ملی تھی۔ اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا اور وہ بے خوابی سے مر گئی۔ یہ بھی تنازعہ میں نہیں ہے کہ اس کے شوہر کی طرف سے کوئی وارث جائیداد کا وارث ہونے کا حقدار نہیں ہے۔ مدعی مہان کور کے بھائی کا پوتا ہے۔ ان کے مطابق وہ متوفی کی جائیداد حاصل کرنے کا حقدار ہے۔ ریاست کا معاملہ یہ ہے کہ قانون کے تحت مدعی اس کا اہل وارث نہیں ہے اور یہ وارثوں کی ناکامی کا معاملہ ہے جس کے نتیجے میں حکومت کو جائیداد کی منتقلی ہوتی ہے۔

اس معاملے میں اٹھایا گیا مسئلہ ایک مرتبی ہوئی خاتون کی جائیداد کے جانشینی کے قوانین کو بدل دیتا ہے۔ جانشینی کا طریقہ ایکٹ کی دفعہ 15 کے تحت مقرر کیا گیا ہے۔ دفعہ 15 کو دفعہ 16 کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ بدلے میں انہیں دفعہ 8 کی توضیحات کے ساتھ پڑھنا ہوگا۔ ریاست کو تفویض کردہ جائیداد ایکٹ کی دفعہ 29 کے تحت فراہم کی گئی ہے۔

دفعہ 15 اہم ہے اور اسے مکمل طور پر پڑھا جاسکتا ہے:

"15. ہندو خواتین کے معاملے میں جانشینی کے عمومی اصول۔ (1) بے موت ہندو خاتون کی جائیداد دفعہ 16 میں طے شدہ قواعد کے مطابق منتقل ہوگی۔

(a) سب سے پہلے، بیٹوں اور بیٹیوں (بشمول کسی پہلے سے فوت شدہ بیٹی یا بیٹی کے بچے) اور شوہر پر؛

(b) دوم، شوہر کے وارثوں پر؛

(c) تیسرا، ماں اور باپ پر؛

(d) چوتھی بات، باپ کے وارثوں پر؛ اور

(e) آخر میں ماں کے وارثوں پر۔

(2) ذیلی دفعہ (1) میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود۔۔۔

(a) کوئی جائیداد جو کسی ہندو خاتون کو اس کے والد یا ماں سے وراثت میں ملی ہو، متوفی کے کسی بیٹے یا بیٹی کی غیر موجودگی میں (بشمول کسی پہلے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کے بچے)، ذیلی دفعہ (1) میں مذکور دوسرے وارثوں کو نہیں، بلکہ باپ کے وارثوں کو منتقل کر دی جائے گی۔ اور

(b) کوئی جائیداد جو کسی ہندو خاتون کو اس کے شوہر یا اس کے سسر سے وراثت میں ملی ہو، متوفی کے کسی بیٹے یا بیٹی (بشمول کسی پہلے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کی اولاد) کی غیر موجودگی میں، ذیلی دفعہ (1) میں مذکور دوسرے وارثوں کو نہیں، بلکہ شوہر کے وارثوں کو منتقل کر دی جائے گی۔

دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (1) ایک خاتون متوفیہ بلا وصیت کے ورثاء کو پانچ زمروں میں تقسیم کرتی ہے، جو شق (a) سے (e) تک میں بیان کیے گئے ہیں۔ دفعات 16 قاعدہ 1 کے مطابق ایک شق میں ان لوگوں کو ترجیح دی جائے گی جو آنے والی شقوں میں ہیں اور جو اسی شق میں شامل ہیں وہ بیک وقت لیں گے۔ دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) ایک غیر متزلزل شق سے شروع ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جانشینی کا حکم وہ نہیں ہے جو دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت مقرر کیا گیا ہو۔ اس میں ذیلی دفعہ (1) کے تحت فراہم کردہ جانشینی کے عمومی ترتیب سے دو مستثنیات ہیں۔ پہلی رعایت اس جائیداد سے متعلق ہے جو کسی ہندو خاتون کو اپنے والد یا والدہ سے وراثت میں ملی ہو۔ وہ جائیداد متوفی کے کسی بیٹے یا بیٹی (بشمول پہلے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کے بچے) کی غیر موجودگی میں، ذیلی دفعہ (1) میں مذکور دوسرے وارثوں کو نہیں، بلکہ باپ کے وارثوں کو منتقل کر دی جائے گی۔ دوسری رعایت اس جائیداد کے سلسلے میں ہے جو کسی ہندو خاتون کو اس کے شوہر یا اس کے سسر سے وراثت میں ملی ہو۔ وہ جائیداد متوفی کے کسی بیٹے یا بیٹی کی غیر موجودگی میں (بشمول پہلے فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کے بچے) ذیلی دفعہ (1) کے تحت مذکور دوسرے وارثوں کو نہیں بلکہ شوہر کے وارثوں کو منتقل کر دی جائے گی۔

دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت بے گھر افراد کے وارثوں کی شناخت کے عمل کی وضاحت بھیجا بنام گوپیکا بائی ودیگر [1978] 3 ایس سی آر 561 میں کی گئی ہے۔ وہاں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ وہ قاعدہ جس کے تحت غیر منقولہ جائیداد کو منتقل کیا جائے گا، ایکٹ کے دفعہ 16 کے قاعدے 3 کے ذریعے منظم کیا جاتا ہے۔ دفعہ 16 کے قاعدے 3 میں کہا گیا ہے کہ "ذیلی دفعہ (1) کی شق (b)، (d) اور (e) اور دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) میں مذکور وارثوں پر غیر منقولہ جائیداد کی منتقلی اسی ترتیب میں اور انہی اصولوں کے مطابق ہوگی جو اس صورت میں لاگو ہوتے اگر جائیداد باپ یا ماں یا شوہر کی ہوتی، اور ایسا شخص غیر منقولہ شخص کی موت کے فوراً بعد اس کے سلسلے میں غیر منقولہ موت کا شکار ہو گیا ہوتا۔" یہ قاعدہ ارتقاء کی ترتیب کا پتہ لگانے کے مقصد سے ایک افسانہ تخلیق کرتا ہے۔ یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ خاتون کی موت کے فوراً بعد شوہر کا بے حیائی سے انتقال ہو گیا تھا۔ اس افسانے کو ذہن میں رکھتے ہوئے، شوہر کے وارثوں کا پتہ لگانے کے لیے قانون کی دفعہ 8 کے تحت شیڈول پر جانا پڑتا ہے جو غیر منقولہ جائیداد کے وارث ہونے کے حقدار ہیں۔

عدالت عالیہ نے کہا ہے کہ مہان کور کو اپنے شوہر سے وراثت میں ملنے والی جائیداد دفعہ 14 کی توضیحات کے پیش نظر اس کی مطلق ملکیت بن گئی اور جائیداد دفعہ 15 (1) کے تحت مخصوص وارثوں کو منتقل کر دی جائے گی۔ اس نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ مدعی قانون کی دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (1) کے اندراج (d) کے تحت اپنے والد کا وارث ہونے کے باوجود دفعہ 15 (2) کے تحت بھی مہان کور کی جائیداد کا وارث ہونے کا حقدار ہو گا۔ ہماری رائے میں یہ دونوں وجوہات بنیادی طور پر ناقص ہیں اور انہیں قبول نہیں کیا جاسکتا۔

ریاست کے وکیل نے دلیل دی کہ غیر منقولہ جائیداد کو صرف دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت نمٹا جانا چاہیے، اور چونکہ اس زمرے میں کوئی وارث نہیں ہے اس لیے جائیداد دفعہ 29 کے تحت حکومت کو منتقل کر دی جائے گی۔

"دفعہ 29 مندرجہ ذیل فراہم کرتا ہے:

"بحق حکومت منتقل"

وارثوں کی عدم موجودگی۔ اگر کسی بے گھر شخص کا کوئی وارث اس ایکٹ کی توضیحات کے مطابق اس کی جائیداد کا وارث ہونے کا اہل نہیں ہے، تو ایسی

جائیداد حکومت کو منتقل کر دی جائے گی: اور حکومت جائیداد کو ان تمام ذمہ

داریوں اور واجبات کے تابع لے گی جن کے تابع کوئی وارث ہوتا۔"

جائیداد حکومت کو اس وقت چھوڑی جاتی ہے جب کسی بے گھر شخص نے اپنی جائیداد کی جانشینی کے لیے کوئی اہل وارث نہیں چھوڑا ہو۔ جائیداد حکومت کو منتقل کر دی جائے گی اور حکومت جائیداد کی تمام ذمہ داریوں اور واجبات کے تابع جائیداد کو لے گی۔ یہ صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب متوفی کامیاب ہونے کے لیے کوئی وارث نہیں چھوڑتا، ریاست جائیداد لینے کے لیے قدم اٹھاتی ہے۔

ریاست متوفی کی جائیداد کو کسی حریف یا ترجیحی وارث کی حیثیت سے حاصل نہیں کرتی بلکہ بطور اعلیٰ مقتدر ارض جو کہ ملک کی تمام زمین کی مالک ہے، یہ جائیداد حاصل کرتی ہے۔ ہالبری کے انگلینڈ کے قوانین، چوتھے ایڈیشن جلد 17 پیرا گراف 1439 میں یہ درج ذیل بیان کیا گیا ہے:

"زمین کس کو منتقل ہوئی — اگر کوئی شخص 1926 سے قبل بلا وصیت فوت ہوتا تو اس کی جائیداد اس درمیانی مالک کو منتقل ہوتی، بشرطیکہ اس کا سراغ مل جاتا۔ لیکن چونکہ 1290 سے ذیلی جاگیرداری ممنوع قرار دی جا چکی ہے، اس لیے اکثر معاملات میں درمیانی ملکیت کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہوتا، اور یوں جائیداد بطور ملک اعلیٰ یعنی تاج کو منتقل ہو جاتی، جو کہ ملک کی تمام زمین کا اعلیٰ مالک ہوتا ہے۔"

ہمارے خیال میں دفعہ 29 ریاست کے حق میں اس وقت نافذ نہیں ہوگی جب میت (بلا وصیت فوت ہونے والے) کا کوئی وارث موجود ہو۔ درحقیقت، خود دفعہ 29 یہ ظاہر کرتی ہے کہ وارثوں کی ناکامی ضروری ہے۔ 'وارثوں کی عدم موجودگی سے مراد یہ ہے کہ میت کا کوئی بھی وارث مکمل طور پر موجود نہ ہو۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ خاتون ہندو جائیداد کی مکمل مالک ہونے کی وجہ سے نسل کا ایک نیاز خیرہ بن جاتی ہے۔ اگر وہ ذیلی دفعہ (1) کے تحت یا دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کوئی وارث چھوڑ جاتی ہے تو اس کی جائیداد کو چھین نہیں لیا جاسکتا۔

ہماری رائے میں، دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کا مقصد صرف ذیلی دفعہ (1) کے تحت مخصوص جانشینی کے حکم کو تبدیل کرنا تھا نہ کہ وارثوں کے دیگر طبقات کو ختم کرنا۔ اس نظریے کی حمایت پارلیمنٹ کے دواویانوں کی مشترکہ کمیٹی کی سفارشات سے ملتی ہے جو ہندو جانشینی بل کے سوال پر گئی تھیں۔ ہندو جانشینی بل 1954 جیسا کہ اصل میں راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا تھا، اس میں دفعہ 15 کی

ذیلی دفعہ (2) کے مطابق کوئی شق شامل نہیں تھی۔ اسے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی کی سفارشات پر شامل کیا گیا۔ مشترکہ کمیٹی کی طرف سے دی گئی وجہ بل کی شق 17 میں پائی جاتی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"ہندو عورت کے وارثوں کے درمیان جانشینی کے حکم پر نظر ثانی کرتے ہوئے، مشترکہ کمیٹی نے یہ شرط رکھی ہے کہ اس کی طرف سے اس کے والد سے وراثت میں ملنے والی جائیدادیں مسئلہ نہ ہونے کی صورت میں والد کے کنبہ کو واپس کر دی جائیں اور اسی طرح اس کے شوہر یا سر سے وراثت میں ملنے والی جائیداد مسئلہ نہ ہونے کی صورت میں شوہر کے وارثوں کو واپس کر دی جائے۔ مشترکہ کمیٹی کی رائے میں اس طرح کی توضیح جائیدادوں کو ان افراد کے ہاتھوں میں جانے سے روکے گی جن سے انصاف کا مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ منظور نہ ہوں۔"

مشترکہ کمیٹی کی رپورٹ جسے پارلیمنٹ نے قبول کیا تھا اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کا مقصد ہندو خاتون کے وارثوں کے درمیان جانشینی کے حکم پر نظر ثانی کرنا اور جائیدادوں کو ان افراد کے ہاتھ میں جانے سے روکنا تھا جن سے انصاف کا مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ منظور نہ ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جائیداد پہلے شوہر کے وارثوں کے پاس یا اس منبج پر جانی چاہیے جہاں سے وہ آئی تھی۔

اس کے برعکس استیمال کی حمایت میں، ایس وی گپٹے کے ہندو قانون کے ایک حصے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ "شوہر کے وارث وہاں لے جائیں گے جہاں جائیداد شوہر یا سر سے وراثت میں ملی تھی۔ اس کا مقصد باپ اور ماں، باپ کے وارثوں، اور ماں کے وارثوں کو جانشینی سے مکمل طور پر ختم کرنا ہے جہاں وراثت میں ملنے والی جائیداد شوہر یا سر سے تھی اور متوفی نے کوئی بیٹا یا بیٹی یا کوئی پوتا نہیں چھوڑا ہے۔ شق کا اثر نہ صرف وارثوں کے تین طبقات کو ختم کرنا ہے، جو شق (c) (d) اور (e) میں ذیلی دفعہ (1) میں مذکور ہیں، بلکہ جانشینی کے حکم کو تبدیل کرنا ہے۔" (1981 ایڈیشن جلد 2 صفحہ 522)۔ تاہم، ہمیں اس نظریے کا اشتراک کرنا مشکل لگتا ہے۔ اسے دفعہ 15 کی ذیلی دفعہ (2) کی شرائط سے حمایت نہیں ملتی ہے۔ ذیلی دفعہ (2) (b) اس بات پر زور دیتی ہے کہ غیر منقولہ جائیداد ذیلی دفعہ (1) میں مذکور وارثوں کو اس کے تحت مخصوص

حکم میں نہیں بلکہ شوہر کے وارثوں کو منتقل کی جائے گی۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کا مقصد ذیلی دفعہ (1) کے تحت دوسرے وارثوں کو ختم کرنا اور انہیں وراثت سے مکمل طور پر خارج کرنا نہیں ہے۔ دفعہ 15 کی اس طرح کی تعمیر میں کوئی انصاف نہیں ہے۔ پارلیمنٹ اس نتیجے کا ارادہ نہیں کر سکتی تھی۔

معاملے کے اس تناظر میں، ہم ریاست کی طرف سے پیش کردہ دیوانی اپیل نمبر 851، سال 1991 کو مسترد کرتے ہیں لیکن عدالت عالیہ کی طرف سے بیان کردہ وجوہات کی بنا پر نہیں۔ ہم ایس ایل پی (دیوانی) نمبر 13923، سال 1985 سے پیدا ہونے والی اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی ڈگری کے اس حصے کو مدعا علیہان 2 سے 6 کے خلاف کالعدم کر دیتے ہیں۔ مدعی کی طرف سے مدعا علیہان 2 سے 6 کے خلاف دائر کیا گیا دعویٰ خارج ہو جاتا ہے۔ فریقین زیر بحث رہن کی روزی روٹی یا دوسری صورت میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔

مقدمے کے حالات میں، اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

سی اے نمبر 851/91 خارج کردی گی اور

سی اے نمبر 4125/91 منظور کی گی۔